شمارہ
۳۸

میں اعتقاد توحید و رسالت اور اعمال صالحہ کو نجات کیلئے کافی سمجھتا ہوں، اس کے سوا مجھے اور کچھ معلوم نہیں، قرآن کریم مسلمانوں کا حقیقی امام ہے ، امام الہند **مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ تعالی**

ماہنامہ

الفجر

AL-FAJR

سسوا،مشرقی چمپارن، بہار

ربیع الاول تا جمادی الاول 1448

اگست تا اکتوبر 2026

عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی

مخبت مؤمن: فضائل صفات اور بشارتیں

اللہ تعالی نے قرآن مجید کے اندر ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کے اندر صفت اخبات پائی جاتی ہو، اور پھر ان کی صفات اور ان کے لئے بشارتوں کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وعَمِلُوا الصَّالِحاتِ وأَخْبَتُوا إِلى رَبِّهِمْ أُولَئِكَ أَصْحابُ الجَنَّةِ هم فِيها خالِدُونَ﴾۔ (یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی نیک کئے اور اپنے پالنے والے کی طرف جھکتے رہے، وہی جنت میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہی رہنے والے ہیں)۔ (سورۃ ھود: 23)۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے: (وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ)۔ (ہم نے ہر امت کے لیے منسک (قربانی اور ذبح کا ایک طریقہ) مقرر فرمایا تاکہ وہ اللہ کے دیے ہوئے مویشیوں پر اس کا نام لیں۔ اصل معبود صرف ایک ہی ہے، لہٰذا اسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو، اور آپ مخبتین کو بشارت دے دیں)۔ (سورۃ الحج: 34)۔

اس آیت کریمہ کے اندر اللہ رب العزت نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ حج جیسے اہم عبادت کے اندر جانور کی قربانی توحید کے مناظر میں سے ایک ہے؛ کیونکہ اس کے ذریعے ایک مسلمان موحد اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتا ہے، اسی کے نام پر اسے ذبح کرتا ہے، اور خالصتاً اسی کی ذات کے لیے اس کا شکر بجالاتا ہے۔ کیونکہ انسان کا مال اللہ ہی کا دیا ہوا رزق ہے اور اس پر اس کا فضل و کرم ہے، لہٰذا اس کے شکر کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ذریعے اسی کی رضا تلاش کی جائے اور اسے اللہ ہی کی طرف منسوب کیا جائے۔ چنانچہ اس کے اندر خاص طور سے ان عاجزی اختیار کرنے والے حاجیوں کے لیے خوشخبری اور مبارکبادی ہے جنہوں نے رب العالمین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا، خوش دلی کے ساتھ اس کے فرمانبردار بن گئے، اور اس کے حضور عاجزی اور انکساری اختیار کی۔ اسی طرح ہر وہ مؤمن جس کا دل اللہ کے لیے عاجزی اور انکساری اختیار کرلے اس کے اعضاء و جوارح نیک اعمال کے نور سے روشن ہو جاتے ہیں؛ پھر وہ اللہ کی طرف سے خوشخبریوں سے نوازا جاتا ہے اور اس پر خیر و برکات کی بارش ہونے لگتی ہے۔

مخبتین کا مطلب:

مخبتین مخبت کی جمع ہے جو اخبات سے مشتق ہے اور "اخبات" کا لفظ "الخَبْت" سے نکلا ہے، جس کا معنی پست، ہموار اور منخفض (نیچی) زمین کا ہوتا ہے، جس میں میں سکون اور قرار ہوتا ہے۔ لفظ 'مُخبِت' کی اصل (بنیاد) اس شخص سے ہے جو 'خَبْت' پر چلے، اور

'خَبْت 'بلندی (چڑھائی) کے برعکس نیچے اور پست مقام کو کہتے ہیں۔ پھر یہ لفظ مجازاً عاجزی اختیار کرنے والے کے لیے استعمال ہونے لگا جو تکبر چھوڑ کر عاجزی اور انکساری اختیار کرتا ہے، گویا اس نے خود کو پستی (عاجزی) اور اطمئنان کی راہ پر ڈال دیا ہو۔

ائمۂ مفسرین نے مخبتین کے مختلف معانی بیان کئے ہیں جیسے: مطمئن لوگ، جو اللہ کی قضا و قدر پر راضی ہوں۔ جن کا دل اللہ تعالی سے مطمئن ہو۔ جن کے اندر خشیت ہو۔ تواضع وانکساری اور عاجزی اختیار کرنے والے جن کے اندر کوئی تکبر نہ ہو۔ اللہ کا خوف اور خشوع رکھنے والے۔ وہ لوگ جو نہ ظلم کرتے ہیں، اور اگر ان پر ظلم ہو تو بدلہ یا انتقام نہیں لیتے (در گزر کرتے ہیں)۔ اور نرم دل لوگ اور مختصر الفاظ میں عاجزی اور اطمینان والے مؤمنین۔

امام ابن القیم اس سلسلے میں مختلف اقوال کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "یہ (تمام) اقوال دو معنوں کے گرد گھومتے ہیں: عاجزی و انکساری اور اللہ عزو جل کی طرف سکون واطمینان پانا"۔ (مدارج السالکین: 6/2)۔

چنانچہ آیت کریمہ کے اندر مخبتین سے مراد مؤمنین 'ہیں جو اللہ کی قضا و قدر پر راضی اور مطمئن رہنے والے ہیں کیونکہ عاجزی اور انکساری ان کے اوصاف میں سے ہے، جیساکہ تکبر مشرکین کی علامات اور صفات میں سے ہے۔

اخبات کی خاصیت:

"اخبات" دل کی اس کیفیت کا نام ہے جہاں تکبر، خود پسندی اور تردد ختم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ عاجزی، سکون، اللہ کی رضا اور کامل اطاعت لے لیتی ہے۔ چنانچہ مخبت وہ مومن ہے جس کا دل اللہ کے ذکر سے کانپتا ہے، جو مصیبت پر صبر کرتا ہے، نماز کی پابندی کرتا ہے اور اللہ کے بندوں پر سخاوت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخبت تردد وغفلت اور اعراض وانکار سے نکل کر ثبات ومعرفت اور قبول وطاعت کی راہ پر لگ جاتا ہے اور پھر اس راہ میں آنے والی تمام رکاوٹوں اور مصائب وپریشانیوں کو جھیل کر صبر وثبات کی راہ اختیار کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود یعنی اپنے رب کی رضا وخوشنودی کو پالیتا ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار ہو کر اپنے رب کے فضل سے خلد بریں میں اپنے لئے ٹھکانہ بنالیتا ہے اور یہی اس کے لئے بشارت الہی کا مطلب ہے۔

واضح رہے کہ جب ہم معرفت، قبول اور طاعت کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب دین کے تمام امور واحکام پر قرآن وسنت کی روشنی میں سلف صالحین کی فہم کے مطابق عمل پیرا ہونا ہوتا ہے۔

مخبتین کی علامات:

اللہ تعالی مخبتین یعنی عاجز و مطمئن مومنوں کے لئے بشارت کے بعد ان کی خوبیوں اور صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

(الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ)۔ (الحج: 35)۔ (جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل تھرا جاتے ہیں۔ انہیں جو برائی پہنچے اس پر صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس میں سے بھی دیتے رہتے ہیں)۔

اس آیت کریمہ کے اندر اللہ تعالی نے مخبتین کی چار بنیادی علامات کا ذکر کیا ہے:

پہلی علامت: خوفِ الہی: اللہ کا ذکر سن کر ان کے دلوں میں ہیبت، محبت اور خشیت پیدا ہوتی ہے۔

دوسری علامت: صبر: وہ مصائب اور تقدیر کے فیصلوں پر ثبات قدمی دکھاتے ہیں اور نیکیوں کو انجام دینے پر صبر وثبات کے ساتھ جمے رہتے ہیں اور برائیوں اور گناہوں سے اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھتے ہیں۔

تیسری علامت: اقامتِ صلاۃ: وہ ظاہری اور باطنی ارکان کے ساتھ پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔یعنی خلوص نیت اور اللہ رب العزت کی محبت اور اس سے خوف وخشیت کے ساتھ سنت کے مطابق نماز کو اس کے تمام ارکان وواجبات کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اور چوتھی: انفاق فی سبیل اللہ: اللہ کے دیے ہوئے پاکیزہ رزق میں سے اپنے اہل وعیال، رشتہ داروں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں۔خاص طور سے ان پر جو حقوق واجب ہیں ان میں کمی اور کوتاہی نہیں کرتے، جیسے: فرض زکوٰۃ کی ادائیگی، گھر والوں (اہل وعیال) کے اخراجات، جن کی کفالت ان پر واجب ہے ان کے اخراجات، نیز اللہ کی راہ میں اور مستحب (نفل) صدقات میں خرچ کرنے سے نہیں چوکتے ہیں اور نہ ہی ان میں تردد اور بخل وکوتاہی سے کام لیتے ہیں۔

اخبات کے درجات:

امام ابن القیم نے اخبات کے تین درجات کا ذکر کیا ہے جن کا خلاصہ ہے:

پہلا درجہ: انسان کی عصمت وتقویٰ اس کی نفسانی شہوات پر غالب آجائے، اس کی سچی طلب غفلت کو دور کردے، اور حق کی طلب وتلاش تمام بھول چوک اور غفلتوں کو بہالے جائے۔

دوسرا درجہ: کسی بھی رکاوٹ یا عارضی فتنے سے اس کا عزم نہ ٹوٹے، اور راہِ الٰہی میں اکیلا ہونے پر بھی اسے وحشت نہ ہو۔

تیسرا درجہ: اس کے لیے لوگوں کی تعریف اور برائی برابر ہوجائے، یعنی وہ تعریف پر نہ اترائے اور برائی سے دلبرداشتہ نہ ہو۔ چنانچہ وہ اپنے نفس پر مسلسل ملامت کرتا رہتا ہے اور اسے کبھی کامل نہیں سمجھتا۔اور وہ دوسروں کی خامیوں یا اپنے سے کم تر درجے کو دیکھنے کے بجائے اللہ کی ذات وصفات کی معرفت میں غرق رہتا ہے۔(مدارج السالکین: 7/2)۔

اخبات اور ایمان:

اخبات میں ایمان کے کمال اور اس کی مٹھاس ولذت کے حصول کا بڑا دخل ہے، کیونکہ ایمان کی تزئین میں اخلاص کے ساتھ ساتھ اطمینان قلب، صحیح اور مناسب عمل اور پاکیزہ زندگی کی بڑی اہمیت ہے۔یہی وجہ ہے کہ نصوص شریعت میں اِقرار کے ساتھ ان اعمال کا ذکر جابجا ملتا ہے جن سے ایک مؤمن کے ایمان کو جلاء ملتی ہے اور، وہی سے اس بات کی وضاحت بھی ملتی ہے کہ اخلاص اور عمل کا ایمان کی تکمیل میں کتنا اہم اور بڑا مقام ہے، جس کی وجہ سے ایک مؤمن اخبات کی منزل کا حقدار بنتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ذاقَ طَعمَ الإيمانِ مَن رَضيَ باللهِ رَبًّا، وبالإسلامِ دينًا، وبمُحَمَّدٍ رَسولًا"۔" اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر (دل سے) راضی ہو گیا"۔ (صحیح مسلم/34)۔

اس حدیث کے اندر ایمان کی حلاوت پانے کے لئے اپنے رب سے، اپنے دین یعنی اسلام سے اور اپنے رسول ﷺ سے مکمل رضا

اوران کے لئے مکمل تسلیم وانقیاداوراطاعت وفرمانبرداری کومعیار بتایا گیاہے۔

اور ایک حدیث میں مزید تین چیزوں کا ذکر ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاَوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ المَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ"۔ جس شخص میں تین باتیں پائیں جائیں گی وہ ان کے ذریعے سے ایمان کی حلاوت پا لے گا: (پہلی) یہ کہ جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ باقی ہر کسی سے بڑھ کر محبوب ہوں، اور (دوسری) یہ کہ جس کسی سے بھی محبت کرے، اللہ ہی کے لیے کرے۔ اور (تیسری) یہ کہ (اللہ نے جب اسے کفر سے بچالیاہے تو) وہ دوبارہ کفر کی طرف پلٹنے سے اس طرح نفرت کرے جیسی اس بات سے نفرت کرتا ہے کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے"۔ (صحیح بخاری/16، صحیح مسلم/43)

اس حدیث کے اندر جن تین چیزوں کو لذت ایمان سے آشنائی کا سبب قرار دیا گیاہے وہ ہیں:

اول: اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے لئے سچی محبت بایں طور کہ اس محبت کو دنیا کی تمام محبتوں پر فوقیت وترجیح دینا۔ دوم: لوگوں سے محبت کسی دنیاوی مفاد یا ذاتی غرض کے لیے نہ ہو، بلکہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ یعنی کسی سے اس لیے محبت کرنا کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور نیک کام کرتا ہے، اس محبت میں کوئی مادی لالچ یا دنیاوی غرض شامل نہ ہو۔

اور سوم: دین پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اس سے اعراض کرنے سے شدید ترین نفرت کرنا۔ یعنی ایمان پر اس طرح جم جانا کہ انسان کے لیے کفر کی طرف لوٹنا اتنا ہی ناگوار اور تکلیف دہ ہو جیسے آگ میں پھینکا جانا۔

یہ تمام نکات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سچا اور کامل مومن وہ ہے جس کی رضا، محبت، تعلقات اور ثابت قدمی کا محور و مرکز صرف اور صرف اللہ کی ذات اور اس کا دین ہو۔

اللہ رب العزت نے بھی کئی مقامات پر ان وسائل اور طریقۂ کار کا ذکر کیاہے جو ایمان کی تکمیل اور اس کی حلاوت کی مختلف صورتوں کو واضح کرتی ہیں، ایمان کی مٹھاس کے سب سے بڑے مظہر دل کے سکون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتاہے: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾۔ (جو لوگ ایمان لائے اوران کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں، یاد رکھو! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتاہے)۔ (سورۃ الرعد: 28)۔ اور ایک جگہ اس مٹھاس کے حصول کا ایک اہم سبب عمل سے حاصل ہونے والی خوشگوار زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتاہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً﴾۔ (جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو ہم اسے ضرور پاکیزہ اور خوشگوار زندگی عطا کریں گے)۔ (سورۃ النحل: 97)۔ چنانچہ جو انسان ایمان کی دولت سے نوازہ جاتاہے اس کے لئے ایمان اور اس کی مضبوطی اور مٹھاس کا حصول رب کائنات کا خاص کرم اور اس کی رحمت ہوتی ہے، اللہ تعالی فرماتاہے: ﴿وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾۔ (لیکن اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنادیا اور اسے تمہارے دلوں میں

آراستہ (مزین) کر دیا اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناگوار بنا دیا، یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں)۔(سورۃ الحجرات: 7)۔اور ایک جگہ فرماتا ہے: ﴿فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلإِسْلَامِ﴾۔(پس جسے اللہ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے، اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے)۔(سورۃ الانعام: 125)۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے صالح اور عاجز و مطمئن بندوں میں شامل کرے۔آمین وصلی اللہ علی خیر خلقه وسلم۔